سیّد سلیمان ندوی

بُشریٰ

[علامہ سیّد سلیمان ندوی کے اِس مقالے کی پہلی قسط جون ۱۹۹۷ء کے شمارے میں درج کی گئی تھی، زیرِ نظر قسط پر مقالہ مکمل ہوگیا۔ مدیر]

کتبِ سابقہ میں اسمائے جمالیہ کی یہ کثرت نہیں ملتی!

تورات کے اسفار اور انجیل کے صحیفوں میں ایک ایک ورق ڈھونڈو، کیا اللہ تعالیٰ کے یہ پر محبت، یہ سراپا مہر و کرم اسماء و صفات کی یہ کثرت تم کو وہاں ملے گی؟ اسلام اللہ تعالیٰ کے لیے ماں اور باپ کا لفظ یہود و نصاریٰ اور ہنود کی طرح استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا، مگر اس لطفِ احساس اور مہر و کرم کے جذبات و عواطف سے وہ بے بہرہ نہیں جن کو یہ فرقے اپنا مخصوص سرمایۂ روحانی سمجھتے ہیں، مگر بات یہ ہے کہ ان روحانی جذبات اور معنوی احساسات کے ساتھ وہ شرک و کفر کی اس ضلالت اور گمراہی سے بھی انسان کو بچانا چاہتا ہے جو ذرا سی لفظی غلط فہمی سے مجاز کو حقیقت اور استعارہ کو اصلیت سمجھ کر، پاک اور سرتاپا روحانی معانی کو مادی اور مجسّم یقین کر لیتے ہیں، اور اس لیے وہ اس بلند تر توحید کی سطح سے بہت نیچے گر کر سررشتہ حقیقت کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں۔

اسلامی تعبیرات نہایت محتاط ہیں۔

اسلام، متکلم ازل کا آخری پیغام ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ وہ اس قسم کی لغزشوں سے پاک و مبّرا ہو، حقائق روحانی کی تعبیر کے لیے یقیناً مادی اور جسمانی استعارات اور مجازات سے چارہ نہیں، تاہم ایک دائمی مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ان استعمالات کی غلطیوں اور غلط فہمیوں سے محفوظ رکھے، چنانچہ اسلام نے اسی بناء پر ان استعارات اور مجازات کے استعمال میں بڑی احتیاط برتی ہے اور خدا کے مہر و کرم اور عشق و محبت کے تذکروں کے ساتھ، ادب و لحاظ کے قواعد کو فراموش نہیں کر دیا ہے، قرآن مجید اور احادیث، روحانی عشق و محبت کے اُن دل آویز اور ولولہ انگیز حکایات سے معمور ہیں، بایں ہمہ وہ انسان کو بیٹا اور خدا کو باپ نہیں کہتا کہ عبد و معبود کے تعلقات کے اظہار کے لیے اس کے نزدیک یہ کوئی بلند تر تعبیر نہیں، وہ خدا کو اَب (باپ) کے بجائے "رب" کہہ کر پکارتا ہے، وہ اس کو تمام دنیا کا باپ نہیں، بلکہ تمام دنیا کا رب کہتا ہے۔

"اَب" اور "رَب"

"اَب" اور "رب" ان دونوں لفظوں کا باہمی معنوی مقابلہ کرو تو معلوم ہوگا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا تخیّل اسلام کے مطمحِ نظر سے کس درجہ پست ہے۔ اب یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے سے ایک خاص کیفیت اور مدّت سے لے کر ایک محدود عرصہ تک رہتا ہے، اس کے وجود میں اس کو یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے، مگر اس کے قیام و بقا، زندگی، ضروریاتِ زندگی، سامانِ حیات، نشوونما اور ارتقاء، کسی چیز میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی، عہدِ طفلی تک شاید کچھ اور واسطہ ہو، اس کے بعد تو بچہ اپنے والدین سے الگ، مستقل اور بے نیاز زندگی بسر کرتا ہے، مگر ذرا غور کرو، کیا عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان جو ربط و تعلق ہے اس کا انقطاع کسی وقت ممکن ہے، کیا بندہ اپنے خدا سے ایک دم اور ایک لمحہ کے لیے بھی بے نیاز اور مستغنی ہو سکتا ہے، کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات ہے؟

رب کا مفہوم

ربوبیت (پرورش) عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان اس تعلق کا نام ہے جو آغاز سے انجام تک قائم رہتا ہے، جو ایک لمحہ کے لیے منقطع نہیں ہو سکتا، جس کے بل اور سہارے پر دنیا اور دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے۔ وہ گہوارۂ عدم سے لے کر فنائے محض کی منزل تک ہر قدم پر موجودات کا ہاتھ تھامے رہتا ہے، وہ ذرہ ہو یا پتھر، قطرہ آب ہو یا قطرۂ خون، مضغہ گوشت ہو یا مشتِ استخوان، شکمِ مادر میں ہو یا اس سے باہر، بچہ ہو یا جوان، ادھیڑ ہو یا بوڑھا، کوئی آن، کوئی لمحہ، رب کے مہر و کرم اور لطف و محبت سے استغناء اور بے نیازی نہیں ہو سکتی۔

علاوہ ازیں باپ اور بیٹے کے الفاظ میں مادیت، جسمانیت، ہم جنسی اور برابری کا جو تخیّل پیدا ہوتا ہے، اس سے لفظ رب یک قلم پاک ہے، اور اس میں ان ضلالتوں اور گمراہیوں کا خطرہ نہیں جن میں نصرانیت اور ہندویت نے ایک عالم کو مبتلا کر رکھا ہے۔

ایمان کی اصل حُبِ الٰہیٰ ہے!

اب ہم کو ان آیتوں اور حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کرنا ہے جن سے روشن ہو کہ اسلام کا سینہ اُس ازلی و ابدی عشق و محبت کے نور سے کس درجہ معمور ہے اور وہ خمخانۂ الست کی سرشاری کی یاد بھکے ہوئے انسانوں کو کس طرح دلا رہا ہے۔ اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے، ایمان کی سب سے بڑی خاصیت اور علامت "حُبِ الٰہیٰ" ہے اور یہ وہ دولت ہے جو اہلِ ایمان کی پہلی جماعت کو عملاً نصیب ہو

چکی تھی، زبانِ الہیٰ نے شہادت دی۔
والذین امنوا اشدّ حبّا لله (بقرہ)[جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔]

اِس نشہٴ محبت کے سامنے باپ، ماں، اولاد، بھائی، بیوی، جان، مال، خاندان سب قربان اور نثار ہوجانا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ان کان اباؤکم و ابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها و تجارةً تخشون کسادها ومسکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره (توبہ)[اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ، اور وہ دولت جو تم نے کمائی ہے اور وہ سوداگری جس کے ماند پڑجانے کا تم کو اندیشہ ہے، خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ محبوب اور پیارا ہے، تو اس وقت تک انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لے آئے۔]

ایمان کے بعد اگر نشہ محبت کی سرشاری نہیں ملی تو وہ بھی جادہٴ حق سے دوری ہے، چنانچہ جو لوگ کہ راہ حق سے بھٹکنا چاہتے تھے ان کو پکار کر سنا دیا گیا۔

یایها الذین امنوا من یّرتدّ منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یّحبّهم و یّحبّونه (مائدہ) [مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام سے پھر جائے گا تو خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں، وہ ایسے لوگوں کو لاکھڑا کرے گا جن کو وہ پیار کرے گا اور وہ اس کو پیار کریں گے۔]

آثار و علامات

حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔" ہر معنوی اور روحانی حقیقت ظاہری آثار اور جسمانی علامات سے پہچانی جاتی ہے، تم کو زید کی محبت کا دعویٰ ہے، مگر نہ تمہارے دل میں اس کے دیدار کی تڑپ ہے، نہ تمہارے سینے میں صدمہٴ فراق کی جلن، اور نہ آنکھوں میں ہجر و جدائی کے آنسو ہیں تو کون تمہارے دعوے کی تصدیق کرے گا۔ اسی طرح خدا کی محبت اور پیار کے دعوے دار تو بہتیرے ہوسکتے ہیں، مگر اس غیر محسوس کیفیت کی مادّی نشانیاں اور ظاہری علامتیں اس کے احکام کی پیروی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے، خدا کے رسول کو اس اعلان کا حکم ہے۔

ان کنتم تحبّون الله فاتّبعونی یحببکم الله (آل عمران)[اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا۔]

طبقاتِ انسانی میں متعدد ایسے گروہ ہیں جن کو خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے۔

ان الله یحب المحسنین (مائدہ) خدا نیکی کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

ان الله یحب التوابین (بقرہ) خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

ان الله یحبّ المتوکّلین (آل عمران) خدا توکل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔
ان الله یحب المقسطین (مائدہ) خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے۔
انّ الله یحبّ المتّقین (توبہ) خدا پرہیزگاروں کو پیار کرتا ہے۔
انّ الله یحبّ الّذین یقاتلون فی سبیلہ (صف) خدا ان کو پیار کرتا ہے جو اس کے راستہ میں لڑتے ہیں۔
والله یحبّ الصّبرین (آل عمران) اور خدا صبر کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔
والله یحبّ المتطهّرین (توبہ) اور خدا پاک صاف لوگوں کو پیار کرتا ہے۔

غم و خوف کا تریاق

دنیا کے عیش و مسرت، باغ و بہار، شادی و خوشی میں اگر کوئی خیال کا کانٹا سا چبھتا ہے اور ہمیشہ انسان کے عیش و سرور کو مکدّر اور منغص بنا کر بے فکری کی بہشت کو، فکر و غم کی جہنم بنا دیتا ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے، پہلے کا نام حزن و غم ہے اور دوسرے کا نام خوف و دہشت ہے، غرض غم اور خوف یہی دو کانٹے ہیں جو انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ چبھتے رہے ہیں، لیکن جو محبوب حقیقت کے طلبگار اور اس کے والہ و شیدا ہیں، ان کو بشارت ہے کہ ان کا چمنستانِ عیش اس خارزار سے پاک ہوگا۔

الا انّ اولیاء الله لاخوف علیهم ولا هم یحزنون (یونس) [ہاں خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔]

محبت کا جو جذبہ بڑے کو چھوٹے کے ساتھ احسان، نیکی، درگزر اور عفوو بخشش پر آمادہ کرتا ہے، اس کا نام "رحم" اور "رحمت" ہے، اسلام کا خدا تمام تر رحم ہے، اس کی رحمت کے فیض سے عرصۂ کائنات کا ذرّہ ذرّہ سیراب ہے، اس کا نام رحمان و رحیم ہے، جو کچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کا ظہور ہے، وہ نہ ہو تو کچھ نہ ہو، اسی لیے اس کی رحمت سے ناامیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے۔ مجرم سے مجرم اور گناہ گار سے گناہ گار کو وہ نوازنے کے لیے ہمہ وقت آمادہ و تیار رہے۔ گناہ گاروں اور مجرموں کو وہ "میرے بندے" کہہ کر تسلی کا یہ پیغام بھیجتا ہے۔

قل یاعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لاتقنطوا من رحمته الله ان الله یغفر الذّنوب جمیعا انّه هو الغفور الرّحیم (زمر) [اے پیغمبر! میرے ان بندوں کو پیام پہنچا دے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ یقیناً تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے کہ وہی بخشش کرنے والا اور رحم کھانے والا ہے۔]

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت سناتے ہیں تو کہتے ہیں۔

ولا تکن من القانطین [ناامیدوں میں سے نہ ہو۔]

خلیل اللہ اس رمز سے ناآشنا نہ تھے کہ مرتبہ خلت محبت سے مافوق ہے۔ جواب دیا:

ومن یقنط عن رحمتہ ربہ الا القوم الضالون (حجر) [اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔]

خدا کے بندوں کی جانب سے کوئی پابندی عائد نہیں، مگر اس نے خود اپنی رحمت کے اقتضاء سے اپنے اوپر کچھ چیزیں فرض کرلی ہیں، منجملہ ان کے ایک رحمت ہے، خدا مجرموں کو سزا دے سکتا ہے، وہ گناہ گار پر عذاب بھیج سکتا ہے، وہ سیہ کاروں کو ان کی گستاخیوں کا مزہ چکھا سکتا ہے، وہ غالب ہے، وہ قاہر ہے، وہ جبار ہے، وہ منتقم ہے، لیکن ان سب کے ساتھ وہ غفار و غفور ہے، رحمان ورحیم ہے، رؤف وعفو ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس نے اپنے اوپر رحمت کی پابندی خود بخود عائد کرلی ہے اور اپنے اوپر اس کو فرض گردان لیا ہے۔

کتب علی نفسہ الرّحمتہ (انعام)[اللہ نے ازخود اپنے اوپر مہربانی کرنے کو لازم کرلیا ہے۔]

قاصدِ خاص کو حکم ہوتا ہے کہ ہمارے گناہ گار بندوں کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور تسلی کا یہ پیام دو کہ اس کا بابِ رحمت ہر وقت کھلا ہے۔

واذا جاءک الّذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرّحمتہ انّہ من عمل منکم سوءً بجھالتہ ثمّ تاب من بعدہ و اصلح فانّہ غفور رّحیم (انعام) [اے پیغمبر! جب تیرے پاس وہ آئیں جو میری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو ان کو کہہ کہ تم پر سلامتی ہو، تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر ازخود اپنے بندوں پر مہربان ہونا لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے براہ نادانی برائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیک بنے تو بےشک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔]

قرآن کی تعلیم کے مطابق اس وسیع عرصہ کائنات کا کوئی ذرہ اس سایۂ رحمت سے محروم نہیں۔

و رحمتی وسعت کل شیء (اعراف)[اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔]

عفو عام کی بشارت

بخاری و ترمذی وغیرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس عالم کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست خاص سے اپنے اوپر رحمت کی پابندی عائد کرلی۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ "اگر مومن کو یہ معلوم ہو کہ خدا کے پاس کتنا عقاب ہے تو وہ جنت کی طمع نہ کرتا اور اگر کافر کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کی رحمت کس قدر بے حساب ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہوتا۔" یہ اسلام کے تخیّل کی صحیح تعبیر ہے، بارگاہ احدیت کا آخری قاصد اپنے دربار کی جانب گناہ گاروں کو

بشارت سناتا ہے کہ "اے آدم کے بیٹو! جب تک تم مجھے پکارتے رہو گے اور مجھ سے آس لگائے رہو گے، میں تمہیں بخشتا رہوں گا، خواہ تم میں کتنے ہی عیب ہوں، مجھے پروا نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے معافی چاہو تو میں معاف کر دوں۔ خواہ تم میں کچھ ہی عیب ہوں، مجھے پروا نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر پوری سطح زمین بھی تمہارے گناہوں سے بھری ہو، پھر تم ہمارے پاس آؤ، اور میرا کسی کو شریک نہ بناتے ہو، تو میں بھی پوری زمین بھر مغفرت لے کر تمہارے پاس آؤں۔" کیا انسانوں کے کانوں نے اس رحمت، اس محبت، اس عفوِ عام کی بشارت کسی اور قاصد کی زبان سے بھی سنی ہے؟

حضرت ابو ایوبؓ صحابی کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا اور مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی کہ وہ اس کو بخشتا۔" یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے رحم و کرم کے اظہار کے لیے گناہ گاروں کی تلاش ہے کہ نکوکاروں کو تو سب ڈھونڈتے ہیں، مگر گناہ گاروں کو صرف وہی ڈھونڈتا ہے۔

دُنیا میں انسانوں کے درمیان جو رحم و کرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں، جن کی بناء پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں، اولادوں میں میل ملاپ اور رسم و محبت ہے، اور جس کی بناء پر دُنیا میں عشق و محبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں، تم کو معلوم ہے کہ یہ اس شاہد حقیقی کے سرمایۂ محبت کا کتنا حصہ ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، "اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصّے کیے، ان میں سے ایک حصّہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا، جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں، باقی ننانوے حصّے خدا کے پاس ہیں۔"

اس لطف و کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں اور کس نے گناہ گار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلّی دی ہے؟ صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خواری کے جرم میں گرفتار ہو کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ صحابہؓ نے تنگ آ کر کہا۔ "خداوندا! تو اپنی لعنت اس پر نازل کر کہ یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے۔" رحمۃ للعالمین ﷺ کو صحابہؓ کی یہ بات ناپسند آئی، فرمایا۔ "اس پر لعنت نہ کرو کہ اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے۔" تم نے دیکھا کہ اسلام نے گناہ گاروں کے لیے بھی خدا کی محبت کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

نبی رحمت ﷺ

ابن ماجہ میں ہے کہ مدینہ میں ایک غریب مسلمان نے وفات پائی، اس کا غم کس نے کیا ہوگا؟ ہاں اس دل نے جو دنیا کا غم خوار بن کر آیا تھا، اس کے فراقِ ظاہری سے چہرۂ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے، صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے۔ فرمایا،

"ہاں! کہ اس کو خدا اور رسول سے محبت تھی۔" اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا، غریبوں کے دل خدا کی محبت کے خزانے ہیں۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بنا کر بھیجا تھا، وہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ہر نماز میں ہر سورۃ کے آخر میں قل ھو اللہ ضرور پڑھتے تھے، جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس نے یہ واقعہ عرض کیا، فرمایا، "ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔" لوگوں نے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ "یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت کا بیان ہے تو مجھ کو اس کے پڑھنے سے محبت ہے۔" فرمایا "ان کو بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی ان سے محبت کرتا ہے۔" یہ بشارت اسلام کے سوا کسی اور نے بھی سنائی ہے؟

محبت یا سرمایۂ سعادت

صحیح بخاری اور مسلم میں متعدّد طریقوں سے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے خدمت میں حاضر ہو کو دریافت کیا کہ "یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا۔ "تم نے اس کے لیے کیا سامان کر رکھا ہے۔" نادم ہو کر شکستہ دلی سے عرض کی کہ "یارسول اللہ! میرے پاس نہ تو نمازوں کا، نہ روزوں کا، اور نہ صدقات، خیرات کا بڑا ذخیرہ ہے، جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس!" فرمایا" تو انسان جس سے محبت کرے گا وہ اُسی کے ساتھ رہے گا۔" صحابہؓ نے اس بشارت کو سن کر اس دن بڑی خوشی منائی کہ صرف خدا اور رسول کی محبت بھی نیکیوں کا بدل اور معاوضہ ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتۂ خاص جبریل علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو پیار کرتا ہوں، تو جبریل علیہ السلام بھی اس کو پیار کرتے ہیں، اور آسمان میں پکار دیتے ہیں کہ خدا اس بندہ کو پیار کرتا ہے، تم بھی پیار کرو، تو آسمان والے بھی اس کو پیار کرتے ہیں اور پھر زمین میں اس کو ہر دلعزیزی اور حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔" دیکھو کہ اسلام کا خدا اپنے بندوں سے کس اعلان اور اشتہار کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

عطائے عمومی

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ اپنی طاعتوں سے میری قرابت کو اس قدر ڈھونڈھتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔" یہ دولت، یہ سعادت، اسلام کے دروازہ کے سوا

کہیں اور سے بھی بٹتی ہے؟

امام بزاز نے مسند میں حضرت ابو سعیدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "میں ان لوگوں کو پہنچاتا ہوں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں، لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن کو خدا پیار کرتا ہے، وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔" یہ قابل رشک رتبہ اسلام کے سوا کون عطا کرتا ہے؟

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "لوگو! خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور خدا کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت کرو۔" یہ عشق و محبت کی دعوت محبوب ازلی کے سوا اور کون دے سکتا ہے؟

محبتِ الٰہی کی طلب کی تاکید

جو کچھ اسلام کی تعلیم تھی، وہ پیغمبرِ اسلام کی عملی زندگی تھی۔ عام مسلمانوں میں پیغمبر اسلام کا لقب "حبیبِ خدا" ہے، دیکھو کہ حبیب و محبوب میں خلت اور محبت کے کیا کیا ناز و نیاز ہیں، آپ خشوع و خضوع کی دعاؤں میں اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈھتے اور کیا مانگتے تھے، کیا چاہتے اور کیا سوال کرتے تھے؟ امام احمد اور بزاز نے مسندوں میں، ترمذی نے جامع میں، حاکم نے مستدرک میں، اور طبرانی نے معجم میں متعدّد صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی کی دولت مانگا کرتے تھے، انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان ہے، لیکن محبوبِ خدا کی نگاہ میں یہ چیزیں ہیچ تھیں، دعا فرماتے تھے، خداوند!

اسئل حبک وحبّ من یحبک وحبّ عمل یقرب الی حبک (احمد، ترمذی، حاکم)

میں تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اُس کی محبت اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کردے۔

اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی واھلی ومن الماء البارد (ترمذی، حاکم)

الٰہی تو اپنی محبت کو جان سے، اہل و عیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا۔

عرب میں ٹھنڈا پانی، دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے زیادہ گراں اور قیمتی ہے، لیکن حضور کی پیاس اس مادی پانی کی خنکی سے نہیں سیر ہوتی تھی، وہ صرف محبت الٰہی ہی کا زلالِ خالص تھا جو اس تشنگی کو تسکین دے سکتا تھا، عام انسان روٹی سے جیتے ہیں، مگر ایک عاشقِ الٰہی (مسیحؑ) کا قول ہے کہ "انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔" پھر وہ کون سی روٹی ہے جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں

ہوتا۔ حضور ﷺ دعا فرماتے ہیں۔

اللهم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی فی حبک (ترمذی)

خداوندا تو مجھے اپنی محبت اور اس کی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہے مجھے روزی کر۔

عام ایمان، خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے، مگر جانتے ہو کہ اس راہ کی آخری منزل کیا ہے، صحیحین میں ہے۔

من کان الله ورسوله احب الیه مماسواه یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں۔

بعض مذاہب کو اپنی اس تعلیم پر ناز ہے کہ وہ انسانوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ وہ اپنے خدا کو ماں، باپ سمجھیں اور اس سے اسی طرح محبت کریں جس طرح اپنے والدین سے کرتے ہیں اور چونکہ اسلام نے اس طریقۂ تعبیر کو اس بناء پر کہ وہ شرک کا راستہ ہے، ممنوع قرار دیا ہے، اس لیے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام محبت الٰہی کے مقدس جذبات سے محروم ہے، لیکن جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ نہیں ہے، بلکہ اسلام کی بلندیٔ نظر اور محبت کا علوئے معیاران مذاہب کے پیش کردہ نظر و معیار کو پست تر اور فروتر سمجھتا ہے، قرآن مجید کی یہ آیت پاک بھی اس دعوے کے ثبوت میں پیش کی جا چکی ہے۔

واذکرو الله کذکرکم اباءکم او اشدّ ذکرا [تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ کو یاد کرتے ہو بلکہ اسے بہت زیادہ۔]

خدا کی رحمت کا وفور

احادیث سے ہمارا یہ دعویٰ اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ لڑائی کا میدان ہے، دشمنوں میں بھاگ دوڑ مچی ہے جس کو جہاں امن کا گوشہ نظر آتا ہے، اپنی جان بچا رہا ہے، بھائی بھائی سے، ماں بچہ سے، بچہ ماں سے الگ ہے، اسی حال میں ایک عورت آتی ہے، اس میدان حشر میں اس کا بچہ گم ہو گیا ہے، محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اس کو سامنے نظر آجاتا ہے، بچہ کے جوشِ محبت میں اس کو چھاتی سے لگا لیتی ہے اور اس کو دودھ پلا دیتی ہے، رحمتہ للعالمین ﷺ کی نظر پڑتی ہے۔ صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ "کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ سے دہکتی آگ میں ڈال دے؟" لوگوں نے عرض کی۔ "ہرگز نہیں۔" فرمایا "تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچہ سے ہے، خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بہت زیادہ محبت ہے۔" (صحیح بخاری، باب رحمتہ الولد)—ایک دفعہ ایک غزوہ سے آپ واپس تشریف لا رہے ہیں، ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لے کر سامنے آتی ہے اور عرض کرتی ہے۔ "یارسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ نہیں ہے؟" فرمایا۔ "ہاں! بے شک اس سے زیادہ ہے۔" بولی "تو کوئی ماں اپنی

اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارا نہ کرے گی۔" یہ سن کر فرطِ اثر سے آپ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ "خدا صرف اس بندہ کو عذاب دیتا ہے جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے۔" (سنن نسائی، باب ما یرجیٰ من الرحمتہ) آپ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایک صحابیؓ چادر میں ایک پرند کو مع اس کے بچوں کے باندھ کر لاتے ہیں اور واقعہ عرض کرتے ہیں کہ "یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا، ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آ کر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی۔" ارشاد ہوا "کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے، قسم ہے، اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، خدا کو اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے۔" (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب رحمتہ اللہ)

اسوۂ محبت

ربّانی خمخانۂ عشق کا آخری ہوشمند سرشار، ریاضِ محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خواں عندلیب، نظارۂ جمالِ حقیقت کا پہلا مشتاق، مستورِ ازل کے چہرۂ زیرِ نقاب کا پہلا بند کشا، زندگی کے آخری گھنٹوں میں ہے، مرض کی شدّت ہے، بدن بخار سے جل رہا ہے، اٹھ کر چل نہیں سکتا، لیکن یک بیک وہ اپنے میں ایک اعلانِ خاص کی طاقت پاتا ہے، مسجد نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں، سب کی نظریں حضور کی طرف لگی ہیں، نبوت کے آخری پیغام سننے کی آرزو ہے، دفعتہً لب مبارک وا ہوتے ہیں، تو یہ آواز آتی ہے۔ "لوگو! میں خدا کے سامنے اس بات کی برأت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے، میرا پیارا صرف ایک ہی ہے، وہی جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیارا بنایا۔" یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا، عین حالتِ نزع میں زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا۔ "خداوندا! بہترین رفیق" (صحیح بخاری) —— یہ سچ ہے کہ اسلام رحمتِ الٰہی کے ساتھ غضبِ الٰہی کا بھی معتقد ہے، مگر جانتے ہو کہ اسلام کے عقیدہ میں اس کی رحمت و غضب کا باہمی توازن کیا ہے، خدا فرماتا ہے۔

رحمتی سبقت غضبی (بخاری) میرے غضب سے میری رحمت آگے بڑھ گئی ہے۔

صلائے عام

اے ربّانی عشق و محبت کے طلب گارو! اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر کسی باقی کی محبت کے خواہش مند ہیں، اگر درحقیقت تمہیں ازلی و ابدی محبوب کی تلاش ہے، اگر دراصل تمہارا جسم نہیں، بلکہ تمہاری روح کسی کی محبت کی سرشاری کے لیے بے تاب ہے، تو آؤ کہ یہ دولت صرف اسلام کے آستانہ پر بٹتی ہے اور اسی کے خزانہ سے ملتی ہے۔